

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی صلح اور اس کے نتائج (۴۰ھ تا ۶۰ھ) (حصہ اول)

<"xml encoding="UTF-8?">

مقدمہ

اہلبیت علیہم السلام کی کرشماتی و لازوال خصوصیات کی حامل شخصیات کو جاننے اور ماننے کے لیے کسی تمہید کی ضرورت نہیں۔ وقت کی ضرورت کے پیش نظر دل چاہا کہ اہلبیت علیہ السلام کے ایک ایسے نفس کے دور امامت میں واقع ہونے والے تمام واقعات کے اصل حقائق بیان کروں جن کا انہوں نے اپنے دور میں سامنا کیا

میرے عنوان کا مرکز سکون دل مصطفیٰ علیہ السلام، علی علیہ السلام کی آنکھوں کے نور، چراغ بیت زہرا علیہ السلام، جنت کے جوانان کے سردار، سبز قبا حضرت امام حسن علیہ السلام ہیں۔

خدا علامہ سید علی نقی کے درجات بلند فرماتے، ان کی کتاب 'شہید انسانیت' سے امام ع کے بارے میں اقتباس سے یہ سلسلہ کچھ اقساط میں لکھا جا رہا ہے

***** امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی صلح اور اس کے نتائج (۴۰ھ تا ۶۰ھ) -----

جناب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب نے انتقال سے پہلے ایک تحریری وصیت نامہ امام حسن علیہ السلام کے نام لکھا اور اس پر امام حسین علیہ السلام اور محمد بن حنفیہ اور اپنی دیگر اولاد و عزا اور مخصوص اصحاب کی گواہیاں لکھوائیں اور وصیت نامہ حضرت حسن علیہ السلام کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت تم اسے حسین علیہ السلام کے سپرد کر دینا۔ (کافی ج ۱) اس کے علاوہ آپ نے ایک وصیت امام حسن و حسین ع کو مشترک طور پر فرمائی جو یہ تھی:

*** وصیت جناب امیر المومنین برائے حسنین علیہ السلام ***

میں تم کو فرض شناسی کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تم کبھی دنیا کے طلب گار نہ ہونا چاہے وہ دنیا خود تمہاری طلب گاری کرے، اور کسی دنیوی کام پر رنجیدہ نہ ہونا اور ہمیشہ حق کے لیے زبان کھولنا اور ثواب کے لیے کام کرنا، ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرنا، میں تم اور اپنی سب اولاد اور ان لوگوں تک میرا پیغام

پوھنچاؤ کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہنا اپنے شیرازہ کو منتشر نہ ہونے دینا، اپنے درمیانی جھگڑوں کو صلح سے طے کرنا، یتیموں کا خیال کرنا اور ان کی خبر گیری کرنا، پڑوسیوں کا خیال رکھنا، دیکھو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ قرآن کا خیال رکھنا اس لئے کہ تم سے بڑھ کر قرآن پر عمل کرنے والا نہیں اور نماز کا خیال کرنا یہ تمہارے دین کا ستون ہے ، اللہ کے گھر کا خیال رکھنا زندگی بھر اس کو اکیلا نہ چھوڑنا، دیکھو خدا کی راہ میں اپنے جان و مال اور زبان سے جہاد کرتے رہنا اپس میں صلہ رحم رکھنا خدا کی خلق کو نیک اعمال کی ترغیب دینے اور بد اعمالیوں سے روکنے سے باز نہ آنا تا کہ تم پر برے لوگوں کا اقتدار نہ ہونے پائے، اور دیکھو میرے بعد ایسا نہ ہو کہ بنی ہاشم مسلمانوں میں میرے خون بہانے سے خونریزی شروع کر دیں۔ زیادہ سے زیادہ میرے خون کے قصاص کے طور پر بس میرے قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس طرح کے اس کو ایک ضربت کی پاداش میں ایک ضرب لگائی جائے، اس کو ہرگز مثلہ نہ کیا جائے یعنی اعضاء و جوارح قطعاً نہ کیے جائیں، اس لیے کہ رسول اللہ فرما گئے ہیں کہ خبردار کسی کو مثلہ نہ کیا جائے چاہے وہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔"

نفسیات کے واقف کار بہتر جانتے ہیں کچھ وہ حالات ہوتے ہیں جن میں بات پتھر کی لکیر کی طرح سننے والے کے دل پر جم جاتی ہے، اور ایسے بزرگ والد جو بستر بیماری پر پڑا ہے ان کی اطاعت واجب لی ہے ان کے بیٹوں نے۔ اور جب ان کی رحلت کا وقت قریب آیا تو وہ اپنے تمام اہلبیت میں سے دو سعید فرزندوں کو خصوصیت کے ساتھ بلا کر کوئی خاص بات کہتا ہے یقیناً اس وقت کی کہی ہوئی بات ان فرزندوں کے دل و دماغ پر ایسا اثر کرے گی جیسا کسی دوسرے صبر و سکون کے لمحوں میں اثر نہیں کر سکتی۔

یوں تو یہ وہ فرزند تھے جو خود صحیح اور مناسب ہی کام کیا کرتے تھے مگر حضرت علی کو تو بظاہر اپنا فرض انجام دینا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وصیتوں کا ہر ہر لفظ سعادت شعار بیٹوں کے دل پر نقش ہو جائے۔ یہ الفاظ ہمیشہ ان کے کانوں میں گونجتے رہیں۔ یہ الفاظ کہ خدا کی راہ اپنے جان و مال اور زبان سے جہاد کرتے رہنا، امر با لمعروف اور نہی عن المنکر کو کبھی ترک نہیں کرنا ایسا نہ ہو برے لوگ اقتدار میں آجاییں ، خصوصیت کے ساتھ ان کو عملی جامہ پہنانے کا جس طرح حسین ع کو موقع ملا وہ دنیا کی تاریخ میں یادگار ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے بعد تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر آپ کے بڑے فرزند امام حسن علیہ السلام کی خلافت تسلیم کی۔

*** بیعت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ***

حضرت علی علیہ السلام کے بعد تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر امام حسن ع کی خلافت تسلیم کی . آپ پر اپنے والد کی وفات کا بہت گہرا اثر تھا۔ آپ نے اس موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں حضرت علی ابن ابی طالب کے فضائل و مناقب کے ساتھ بیان کرتے ہوئے خاص طور پر آپ کی سیرت و ترک دنیا کیا اور اس ذکر میں گریہ آپ کے گلو گیر ہوا اور تمام حاضرین بھی آپ کے ساتھ بے اختیار رونے لگے۔ پھر آپ نے اپنے ذاتی اور خاندانی فضائل بیان کیے . اس کے بعد عبداللہ بن عباس نے کھڑے ہو کر لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی طرف دعوت دی اور سب نے برضا و رغبت آپ کی بیعت کی۔ یہ جمعہ کے دن ۲۱ رمضان ۴۰ ھ کا واقعہ ہے۔ آپ نے اسی وقت

لوگوں سے صاف صاف یہ قول و قرار لے لیا تھا کہ اگر میں صلح کروں تو تم کو صلح کرنا ہو گی اور اگر میں جنگ کروں تو تمہیں میرے ساتھ جنگ کرنا ہوگی۔ اس کے بعد آپ ملک کے بندوبست کی طرف متوجہ ہوئے۔ اطراف میں عمال مقرر کئے، حکام معین کیے اور مقدمات کے فیصلے کرنے لگے۔

*** معاویہ کی حکومت میں دراندازی ***

ابھی ملک حضرت علی کے غم میں سوگوار ہی تھا اور حضرت امام حسن علیہ السلام پورے طور پر انتظامات بھی نہ کر چکے تھے کہ معاویہ کی طرف سے آپ کی مملکت میں دراندازی شروع ہو گئی اور ان کے خفیہ کارکن ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ چنانچہ ایک شخص قبیلہ حمیرہ کا کوفہ میں اور ایک شخص بنی قین میں سے بصرہ میں پکڑا گیا - یہ دونوں اس مقصد سے آئے تھے کہ یہاں کے حالات سے دمشق میں اطلاع دیں اور فضا کو امام حسن علیہ السلام کے خلاف ناخوشگوار بنائیں۔ غنیمت یہ کہ انکشاف ہو گیا۔ حمیر والا آدمی کوفہ میں ایک قصائی کے گھر سے اور قین والا بصرہ میں بنی سلیم کے یہاں سے گرفتار کیا گیا اور دونوں کو جرم کی سزا دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کو ایک خط لکھا۔

*** امام حسن علیہ السلام کا معاویہ کو خط ***

جس کا مضمون یہ تھا

"تم اپنی دراندازیوں سے باز نہیں آتے ہو۔ تم نے لوگ بھیجے ہیں کہ میرے ملک میں بغاوت پیدا کرائیں اور اپنے جاسوس پھیلا دیے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم جنگ کے خواہشمند ہو۔ ایسا ہے تو پھر تیار رہو یہ منزل کچھ دور نہیں نیز مجھ کو خبر ہوئی ہے کہ تم نے میرے باپ کی وفات پر طعن و تشنیع کے الفاظ کہے۔ یہ برگز کسی ذی ہوش آدمی کا کام نہیں ہے موت سب کے لیے ہے آج ہمیں اس حادثہ سے دوچار ہونا پڑا کل تمہیں ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے مرنے والے کو مرنے والا نہیں سمجھتے۔ وہ تو ایسا ہے جیسے کوئی ایک مکان سے منتقل ہو کر اپنے دوسرے مکان میں جائے اور آرام کی نیند سو جائے۔

اس خط کے بعد معاویہ اور امام حسن علیہ السلام کے درمیان بہت سے خطوط کا تبادلہ ہوا

*** مقصد معاویہ کا واضح ہونا ***

معاویہ کی ان حرکتوں سے اور کچھ ہو نہ ہو اس کے مقصد کا واضح ہونا صاف نظر آتا ہے کہ امیر شام کو جناب امیر ع کی ذات سے کوئی وقتی عداوت نہ تھی ورنہ وہ ان کی شہادت کے ساتھ ختم ہو جاتی بلکہ یہ آل رسول سے ایک مستقل دشمنی ہے جس کے نتائج بہت آگے تک نظر آئے۔

یہ بھی اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ ملک میں دشمن کے جاسوس اور مخبروں کے لیے جائے پناہ موجود ہے۔ اور ایک واقعات کا انکشاف ہوا اور دو آدمی گرفتار ہو گئے تو یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ایسے ہی کچھ دوسرے لوگ بھی موجود تھے جن کا انکشاف نہیں ہو سکا اور انہیں کافی موقع مل رہا تھا امام کے خلاف کام کرنے کا۔

بہر حال امام دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار تھے اور حق کے بارے میں اس کے ساتھ کوئی مراعات کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ لیکن آپ کو اور آپ کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کو اپنے ملک کی فضا کی طرف سے بے اطمینانی ضرور تھی اس لیے کہ خوارج کے فتنہ کے بعد خود اہل کوفہ میں پھوٹ پڑ چکی تھی اور بہت سے لوگ بظاہر حضرت علی ع کی فوج میں شامل تھے مگر قرابت، دوستی، یا کسی وجہ سے خوارج کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔ اور امام علی کے بعد امام حسن کو ایسے لوگوں کی کثرت سے جماعت ملی۔

*** امام علی ع کی دور حکومت کے اصحاب جو امام حسن ع کی دور تک رہے ***

حضرت امیر کو خود ان لوگوں کی شورش پسندی، اختلاف رائے اور نظم کی کمی سے اتنی تکلیف اور پریشانی تھی کہ آپ موت کے آرزومند تھے۔ تمام کتب تاریخ اور خاص کر نہج البلاغہ میں آپ کے وہ خطبے درج ہیں جو آپ کی کبیدہ خاطری بلکہ روحانی تکلیف کے مظہر ہیں۔ آپ نے ان کو مخاطب کر کے کبھی فرمایا کہ 'تم نے میرا دل پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غم و غصہ سے پر کر دیا ہے۔ کبھی فرمایا کہ کاش معاویہ میرے ساتھ اپنی جماعت کا تمہاری جماعت سے تبادلہ کر لیتا۔ اس طرح سونے کے سگے کا چاندی کے سگے سے ہوتا ہے۔ یعنی تم میں سے دس لے لیتا اور اپنوں میں کا ایک مجھے دے دیتا۔ کبھی فرمایا کتنے افسوس کی بات ہے کہ اہل شام باطل راستے پر متفق ہیں اور تم حق راستے پر ہو کر باہم تعاون نہیں رکھتے۔ اہل شام اپنے حاکم کی اطاعت کرتے ہیں حالانکہ وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور تم اپنے امام کا کہنا نہیں مانتے حالانکہ وہ خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ اور کبھی فرمایا کہ تم لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جہاد کے لیے چلو جاؤ کے زمانے میں تو تم کہتے ہو کہ یہ کڑا ہے ہمیں اتنی مہلت دی جائے کہ سردی کم ہو جائے اور جب تم سے کہا جاتا ہے گرمی کے زمانہ میں تو کہتے ہو یہ تو ترا ٹے کی گرمی ہے۔ اتنی مہلت دی جائے کہ یہ گرمی کم ہو جائے۔ افسوس! تم گرمی اور سردی سے اتنا بھاگتے ہو تو تلوار کی آج سے اور زیادہ بھگو گے۔

یہی وہ جماعت تھی جس سے امام حسن کو سابقہ پڑا تھا۔

*** معاویہ کی در اندازیاں اور جنگ کی باقاعدہ تیاری ***

امام حسن علیہ السلام بھی ان لوگوں کی حالتوں سے واقف تھے اور یقیناً امیر شام کو بھی اپنے جاسوس کے ذریعہ سے یہاں کے حالات کا علم ہو گیا ہو گا اور وہ یہ بھی سمجھتے ہوں گے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی جو ہیبت تمام عرب کے قلوب پر چھائی ہوئی تھی وہ بالکل اسی درجہ پر حضرت حسن علیہ السلام کے لیے ابھی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے انہیں ہمت ہوئی کہ وہ یکایک عراق پر حملہ کر دیں چنانچہ وہ اپنی

فوجوں کو لے کر جسر منج تک پہنچ گئے۔ اب امام حسن علیہ السلام نے بھی مدافعت کے انتظامات شروع کئے اور حجر بن عدی کو بھیجا کہ وہ دورہ کر کے تمام مقامات کے عاملوں کو صورت حال کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کریں اور لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کریں مگر اندازہ کے باکل مطابق یہ افسوسناک صورت حال سامنے آئی کہ لوگوں نے حجر بن عدی کی کوشش کا گرم جوشی کے ساتھ استقبال نہیں کیا۔ ام طور پر جمود اور سرد مہری سے کام لیا گیا

*** جماعت میں شامل لوگوں کی تعداد اور ان کے حالات ***

کچھ تھوڑی سی جماعت مقابلہ کے لیے تیار ہوئی تھی تو اس میں کچھ حصہ خوارج کا تھا جو کسی نہ کسی حیلہ سے معاویہ سے جنگ کرنا ہی چاہتے تھے۔ کچھ شورش پسند اور مال غنیمت کے طلب گار اور کچھ لوگ صرف اپنے سرداران قبائل کے دباؤ سے بادل ناخواستہ ساتھ ہو گئے تھے جنہیں فرض کے احساس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ تھوڑے لوگ وہ ہوں گے جو واقعی حضرت علی ہم امام حسن کے شیعہ سمجھے جا سکتے ہیں۔ بہر حال حضرت امام حسن نے قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کو بیس ہزار کی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود مقام دیر کعب کے قریب سا باط میں جا کے قیام کیا۔ یہاں پوہنچ کر نمایاں طور سے آپ کو اپنے ساتھیوں کی سرد مہری کا مشاہدہ ہوا۔ آپ نے ان لوگوں کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔

*** امام کا اپنی فوج سے خطاب ***

"دیکھو میں تمام خلق سے زیادہ خلق خدا کا بھی خواہ ہوں اور مجھے کسی مسلمان سے کینہ نہیں۔ آگاہ ہونا چاہیے کہ اتفاق و اتحاد چاہیے تمہیں نا پسند ہو اختلاف و افتراق سے بہتر ہے چاہے وہ تمہیں کتنا ہی پسند ہو۔ یاد رکھو کہ میں تمہارے فائدے کے لیے تم سے بہتر سوچنے کا حق رکھتا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ میری راے سے انحراف اور میرے حکم کی مخالفت نہ کرو" -

*** امام کے خطاب کے بعد خوارج کا رد عمل ***

آپ کی تقریر کا ختم ہونا تھا کہ مجمع میں بد نظمی پیدا ہو گئی اور خوارج نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا کہ یہ کافر ہو گئے ہیں، کچھ لوگوں نے آپ پر حملہ کر کے آپ کے قدموں کے نیچے سے مصلہ کھینچ لیا اور دوش مبارک پر سے چادر بھی اتار لی۔ آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور آواز بلند سے پکارا کہ کہاں ہیں ربیعہ اور ہمدان - یہ دونوں قبیلے ادھر ادھر سے دوڑ پڑے اور شورش پسندوں کو آپ سے دور کیا۔

ابن جریر کی روایت یہ ہے کہ کسی نے خبر اڑا دی کہ قیس بن سعد قتل ہو گئے بس اس پر یہ عذر مچ گیا اور وہ

خیمہ جس میں امام حسن علیہ السلام کا قیام تھا لوٹ لیا گیا یہاں تک کہ جس بچھونے پر آپ تھے اسے آپ کے نیچے سے کھینچ لیا گیا۔

اس کے بعد آپ مدائن کی طرف ہو گئے مگر وہاں پوہنچنے پر جراح بن قبیصہ اسدی نے جو انہی خوارج میں سے تھا کمینگاہ میں چھپ کر خنجر سے حملہ کر دیا جس سے آپ زخمی ہو گئے عرصہ تک مدائن میں علاج کے بعد آپ اچھے ہوئے اور پھر معاویہ سے مقابلہ کی تیاری کی۔

*** _____ معاویہ کی صلح کی پیشکش _____ ***

معاویہ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ جن شرائط پر چاہیں صلح کرنے پر تیار ہوں اور اس کے ساتھ آپ کی فوج کے ان سرداروں کے خطوط بھی روانہ کر دیے جنہوں نے خفیہ طور پر طور پر معاویہ سے ساز بازی کرنا چاہی اور دعوت دی تھی کہ آپ آئیے تو ہم حسن کو گرفتار کر کے آپ کے سپرد کر دیں گے یا ان کو قتل کر ڈالیں گے۔

امام حسن علیہ السلام پہلے ہی اپنے ساتھیوں کی غداری سے واقف تھے اور اس لئے جنگ کو مناسب وقت خیال نہیں کرتے تھے لیکن یہ ضرور چاہتے تھے کہ کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو کہ باطل کی حمایت کا دھبہ بھی میرے دامن پر نہ آئے پائے۔ اس خاندان کے لوگوں کو حکومت و اقتدار کی تو ہاؤس کبھی رہی نہیں، انہیں تو مطلب اس سے تھا کہ مخلوق خدا کی بہتری ہو اور حدود و حقوق الہی کا اجر ہو۔ اب معاویہ نے جو آپ سے منہ مانگے شرائط پر صلح کرنے کی آمادگی ظاہر کی تو آپ نے نانا اور اپنے والد کی دیکھی ہوئی سیرت کے مطابق مصالحت کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو ناکام واپس نہیں کیا۔ آپ نے صلح کی شرائط مراتب کر کے معاویہ کے پاس روانہ کیے - وہ تمام شرائط جن سے قانونی طور پر آئین و شریعت کا تحفظ ہو جاتا ہے چنانچے صلح کی دستاویز مکمل ہوئی اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

*** _____ صلح حسن ع میں کردار امام حسین علیہ السلام _____ ***

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت ام حسن علیہ السلام کے ساتھ ان سرد گرم حالات کا برابر مطالعہ کر رہے تھے - انہوں نے ان واقعات پر کبھی ایک غیر متعلق انسان کی طرح نظر نہیں ڈالی بلکہ وہ اس کو اپنی سرگزشت سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمیں اسی حال پر مستقبل کی عمارت کو بلند کرنا ہے۔ اس وقت کے واقعات کا یہ پہلو بہت اہم تھا کہ ساتھیوں کی کثرت اور جمعی پر اعتماد کا خیال کلیتہً دو رازکار ہے - حسین علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ایک دفعہ ان ساتھیوں کے طرز عمل کو دیکھ لیا کہ خود اپنی فوج کے ہاتھوں کس طرح ان کے بھائی کی جان خطرے میں پڑ گئی تھی ممکن ہے کسی وجہ سے اس وقت حسین اپنے بڑے بھائی کے پاس موجود نہ ہوں اور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس سخت اور ناگوار موقع پر کوئی تذکرہ امام حسین علیہ السلام کا نظر نہیں آتا مگر انہوں نے یقیناً ان حالات کو درد مندانہ طریقہ پر سنا اور اس زخم کو دیکھا ہو گا جو ان کے بھائی کے جسم پر خود اپنے ساتھ والوں میں سے

کسی کے ہاتھ سے آگیا تھا اور اس کا اثر ان کے حساس دل پر جتنا ہوا ہو وہ کم ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے بزرگوں کی سیرت میں ایک دفعہ یہ نمونہ اور دیکھ لیا کہ امن عالم کے لیے نقطہ اول صلح و سلامتی ہے۔ جنگ کا درجہ صلح کے بعد ہے اور صلح کے امکانات پیدا ہونے تک ہے اس لیے صلح کے خیال کو جنگ کے پہلے اور جنگ کے دوران میں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ دشمن سے صلح کی گفتگو کو کبھی اپنی خوداری کے خلاف نہ سمجھو چاہے جذباتی لوگ اس پر معترض بھی ہوں اور چاہے اس کے لیے تمہیں اپنے جاہ و اقتدار راحت و آرام یا کسی دوسرے شخصی مفاد کی قربانی بھی کر دینا پڑے مگر یہ خیال ضروری ہے کہ اس صلح کے اندر کوئی ایسا اصول پامال نہ ہونے پائے جس کا محفوظ رکھنا بہر حال اپنا مقدس فریضہ ہے۔ یہی نمونہ حسین علیہ السلام نے اپنے نانا سے دیکھا تھا یہی ان کو اپنے باپ کے کے یہاں نظر آیا اور یہی اب ان کو اپنے واجب الاطاعت بھائی امام حسن علیہ السلام کی جانب سے پیش نظر آیا تھا۔

ایک بات ضمنی طور پر اور دوبارہ سامنے آگئی، وہ یہ کہ سچائی کے راستے میں اگر اتمام حجت کی ضرورت ہو تو دوست نہیں بلکہ دشمن کے بھی اقرار پر بھروسہ کر لینا چاہیے۔

****_____صلح نامہ کی شرائط_____****

اس صلح نامہ کے مکمل شرائط جو علامہ ابن ہجر مکی نے درج کیے حسب ذیل ہیں:

*۱ یہ کہ معاویہ حکومت اسلام میں کتاب خدا اور سنت رسول اور صحیح راستے پر چلنے والے خلفا راشدین کے طریقہ پر عمل کریں گے۔

*۲ یہ کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی خلیفہ کو نامزد کرنے کا حق نہ ہو گا۔

*۳ یہ کہ شام و عراق و حجاز و یمن سب جگہ کے لوگوں کے لیے امان ہو گی۔

*۴ یہ کہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ اور اصحاب جہاں بھی رہیں گے ان کے جان اور مال اور ناموس و اولاد محفوظ رہیں گے۔

*۵ یہ کہ معاویہ حسن ابن علی علیہ السلام اور ان کے بھائی حسین علیہ السلام اور کسی کو بھی خاندان رسول میں کوئی نقصان پوہنچانے یا ان کی جان لینے کی کوشش نہ کریں گے نہ خفیہ طور پر اور نہ اعلانیہ اور ان میں سے کسی کو دھمکایا، ڈرایا اور دہشت میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔

یہ معاہدہ ربیع الاول یا جمادی الاول ۴۱ ھ کو عمل میں آیا۔

****_____بحث_____****

اگر غور کیا جائے تو اس صلح کے ذریعہ سے حضرت امام حسن علیہ السلام نے وہ مقصد حاصل کر لیا تھا جس کے لیے ان کی اپنے فریق مخالف سے منازعت تھی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حضرات ذاتی اغراض

کے لیے کسی سے مخالفت نہیں رکھتے تھے ان کی لڑائی جو کچھ تھی وہ اصول شریعت و مذہب کے لیے تھی۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے صلح نامہ کی پہلی شرط کے لحاظ سے امیر شام کو پابند بنا دیا کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے۔ اس سے آپ نے ایک طرف تو یہ بات ہمیشہ کے لیے مسلم بنا دی کہ اصول شریعت اور بے آئین حکومت اور ہے۔

یہ وہ بڑی چیز تھی جس کے لیے آل محمد برابر کوشاں رہے تھے یعنی کبھی ایسا نہ ہو کہ حگام اسلام کا طرز عمل عین شریعت سمجھ لیا جائے۔

دوسرا امر یہ بھی آپ نے ثابت کر دیا بلکہ فریق مخالف سے تسلیم کرا لیا کہ اب تک جو کچھ حکومت شام کا رویہ رہا ہے وہ کتاب اور سنت کے مطابق نہیں ہے کیوں کہ ہر شخص جانتا ہے کہ صلح نامہ کی بنیادی چیزیں وہی ہوتی ہیں جو دو فریقوں میں بنے مخاصمت ہوں اگر حکومت شام کا سابقہ طرز عمل اب تک برابر کتاب و سنت کے مطابق ہوتا تو اس شرط کی ضرورت کیا تھی۔ اس کے بعد دوسری اہم شرط یہ قرار دی کہ ان کو اپنے بعد کسی کو نامزد کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اس طرح آپ نے مستقبل کا تحفظ کیا کیوں کہ ممکن تھا کہ معاویہ اپنی زندگی بھر کتاب اور سنت کے مطابق عمل کرتے لیکن بعد میں کوئی ایسا آتا جو اس کے مخالف کرتا۔ اس لیے آپ نے آئندہ کے لیے جانشین بنانے کا حق سلب کر لیا۔

****_____معاویہ کی حکومت اور پہلا خطبہ_____****

صلح کے بعد فوجیں واپس چلی گئیں اور معاویہ کی گرفت تمام ممالک اسلامیہ پر مضبوط ہو گئی اور اب شام و مصر کے ساتھ عراق و حجاز، یمن اور ایران وغیرہ بھی ان کے تصرف میں آ گئے۔

معاویہ نے جنگ کے ختم اور سیاسی اقتدار کے قائم ہوتے ہی عراق میں داخل ہو کر نخیلہ میں جسے کوفہ کی سرحد سمجھنا چاہیے قیام کیا اور جمعہ کے خطبہ کے بعد یہ اعلان کر دیا کہ میرا مقصد جنگ سے یہ نہ تھا کہ تم لوگ نماز پڑھنے لگو، روزے رکھنے لگو، حج کرو یا زکات ادا کرو۔ یہ سب تو تم کرتے ہی ہو میرا تو مقصد جنگ سے فقط صرف یہ تھا کہ میری حکومت تم پر مسلم ہو جائے۔ وہ حسن کے اس معاہدہ کے بعد مکمل ہو گئی اور باوجود تم لوگوں کی ناگواری کے خدا نے مجھے اس مطلب میں کامیاب کر دیا۔ رہ گئے وہ شرائط جو میں نے حسن کے ساتھ کیے ہیں وہ سب میرے پیروں کے نیچے ہیں اور ان کا پورا کرنا یا نہ کرنا میرے ہاتھ کی بات ہے۔ مجمع میں سناٹا چھایا ہوا تھا مگر اب کس میں دم تھا کہ وہ اس کے خلاف زبان کشائی کرتا۔

****_____صلح کے بعد امام حسن علیہ السلام کا لوگوں کی باتیں برداشت کرنا_____****

حضرت امام حسن علیہ السلام کو اس صلح کے بعد اپنے ساتھ کے بہت لوگوں کی طرف سے انتہائی دلخراش اور توہین آمیز الفاظ سننا پڑے جن کا برداشت کرنا انہی کا کام تھا۔ بعض لوگ ایسے جو کل تک "امیر المومنین" کہہ کر تسلیم بجا لاتے تھے آج "مذل المومنین" یعنی "مومنین کی جماعت کو ذلیل کرنے والے" کے الفاظ سے سلام کرتے تحت مگر امام حسن ع نے صبر و استقلال اور نفس کی بلندی کے ساتھ ان تمام ناگوار حالات کو برداشت کیا اور معاہدہ پر سختی سے قائم رہے۔

****_____معاویہ کی اہل بیت کی شان میں گستاخی_____****

اقتدار شاہی کی جرات اس نقطہ تک پوہنچی کہ کوفہ میں امام حسن اور امام حسین کی موجودگی میں معاویہ نے حضرت امیر ع اور امام حسن علیہ السلام کی شان میں نہ زیبا الفاظ اور کلمات استعمال کیے۔ اس پر سکوت کرنا اعتراف و اقرار کا مترادف سمجھا جا سکتا تھا۔ اس لیے فوراً امام حسین علیہ السلام معاویہ کو جواب دینے کے لئے خود کھڑے ہوئے اور نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں امیر شام کی تقریر کا جواب دیا۔ حسین علیہ السلام جانتے تو پہلے ہی تھے مگر اس وقت سے محسوس کر لیا تھا کہ حالات کی رفتار کیا ہے اور ہم کو اس کا آخری مقابلہ کس سے کرنا ہوگا مگر وہ جلد باز انسان نہ تھے، نہ وہ ذمہ داریوں کے محل سے نا واقف تھے۔ انہیں صبر آزما انتظار کے ساتھ حالات کی تدریجی رفتار کے دوش بدوش اپنے کردار کی منزل کو آگے بڑھانا تھا اور اپنے فرض شناس بھائی کی طرح ساکن رہنا تھا

*****_____امام کی سلطنت سے کنارہ کشی اور امام حسین ع کا ساتھ دینا_____*****

حضرت امام حسن علیہ السلام نے امور سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے بعد کوفہ کا قیام ترک کر کے پھر سے مدینہ میں جا کر سکونت اختیار فرمائی تو حسین ع نے بھی بھائی کا ساتھ دیا اور مدینہ میں جا کر قیام کیا مگر اس اتحاد عمل کے باوجود بھی بنی امیہ نے یہ غلط شہرت دی کہ اس صلح کے بارے میں حضرت امام حاصل علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام دونوں بھائیوں کی یکجہتی میں واقعی کوئی فرق آجائے مگر ان کے تمام توقعات غلط سبب ہوئے۔

حسین قول، عمل، اور مسلک میں اپنے بھائی کے ساتھ بالکل متحد تھے اور ہمیشہ رہے آپ کو معلوم تھا کہ امام نے اگرچہ اتمام حجت کے لیے خاموشی اختیار کی اور گوشہ نشینی اختیار کی ہے مگر ان کا بھی خیال تھا آخر میں پھر تلوار درمیان میں ہے گی اور اس کے لیے اقدامات کرنا ضروری تھے۔ امام حسن علیہ السلام اکثر یہ اشعار بطور تمثیل پڑھا کرتے تھے۔

"جو تلوار کو اپنا پشت پناہ بنائے وہ عجیب سکون و اطمینان حاصل کرے گا یا دنیا سے جلد ہی گزر جانا اور یا زندگی ایسی جو داد رسی کے ساتھ ہو، کبھی سہولت پسندی سے کام نہ لو، سہولت پسندی بڑی خرابی کی بات

ہے، عزت حاصل کر ہی نہیں سکتے جب تک کہ دشوار گزار منزل کو طے نہ کرو"

جاری ہے